© rasailojaraid.com

"الشہید عثمانؓ" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمانؓ کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ اُن کے الفاظ میں "اس کتاب میں کسی جانبداری یا تعصب کے بغیر عدل و انصاف پر مبنی حالات بیان کئے گئے ہیں بلکہ صرف وہی اقوال نقل کئے گئے ہیں جو مستند علماء نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔" (دیباچہ)

یہ کتاب عہدِ حاضر تک عام اہل علم کے پاس نہیں تھی اس کا صرف ایک نسخہ دار الکتب المصریہ قاہرہ میں محفوظ تھا جو چند سال پہلے پروفیسر ڈاکٹر محمود یوسف زاہد (امریکن یونیورسٹی بیروت) کی تصحیح و تنقیح سے شائع ہوا۔ مصحح موصوف نے تصحیح و تنقیح میں محنت شاقہ برداشت کی اور متن میں جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے تھے انہیں اصل مآخذ سے ملایا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت عثمانؓ کی سیرت و کردار پر ایک اہم تالیف ہے اور ضرورت تھی کہ اسے اردو کا جامہ پہنایا جاتا۔ جناب کوکب شادانی صاحب نے یہ فریضہ انجام دیا ہے۔ ترجمہ رواں اور سادہ ہے۔

کتاب کا گیارہواں باب اُن مراثی پر مشتمل ہے جو صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ کی دردناک شہادت پر بچشم پُرنم لکھے مترجم نے یہاں بھی نثری ترجمے پر اکتفا کیا ہے۔ اگر اصل مرثیے بھی لکھ دیئے جاتے تو زیادہ مناسب تھا۔ ہمارے اردو قارئین اس امر کے عادی ہیں کہ اردو عبارت میں اشعار فارسی اور عربی میں پڑھ لیں جو عربی و فارسی سے نابلد ہیں ان کے لئے ترجمہ ہو جاتا۔ شعر سے جو لطف اٹھایا جاتا ہے وہ نثری ترجمہ سے ممکن نہیں۔ نفیس اکیڈمی نے اپنے روایتی معیار پر کتاب شائع کی ہے۔ البتہ کتابت کی اغلاط دورانِ مطالعہ میں بار گزرتی ہیں۔ (اختر راہی)

مقلعة البدعة | حضرت مولانا عبدالقیوم بادشاہ صاحب بام خیل مرحوم۔ ناشر: مولانا عبدالحی حقانی بام خیل ضلع مردان زبان عربی صفحات ۱۰۴ قیمت درج نہیں۔

ان بدعات اور غیر شرعی رسومات میں سے جن کا اہل حق علماء و مشائخ کرام کے جدو جہد اور تعاقب کی وجہ سے بحمد اللہ سرحدی علاقوں میں زور ٹوٹ چکا ہے۔ رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع کے موقع پر قضاء عمری کی شکل میں نماز با جماعت بھی تھی جس کا کتاب و سنت، فقہ اور سلف سے کوئی بھی ثبوت نہیں ملتا تھا رواں صدی کے نصف آخر تک اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ اور مناظروں کا بازار گرم تھا۔ ہمارے گاؤں اکوڑہ خٹک میں بھی کچھ لوگ اس بدعۃ شنیعہ پر ڈٹے ہوئے تھے۔ اس وقت یہاں اکوڑہ خٹک کے ایک جید اور متبع سنت عالم حضرت مولانا عبدالنور صاحب سرحدی سواتیؒ (تلمیذ مولانا گنگوہیؒ) بھی اس بدعت کے خلاف پیش پیش تھے۔ اس موضوع پر ان کا ایک وقیع رسالہ بھی ہے۔ میرے جد امجد مرحوم بھی اس جہاد میں اس طائفہ حقہ کی پوری پشت پناہی کرتے رہے بام خیل تحصیل صوابی میں وہاں کے دیندار متورع مشائخ بادشاہ صاحبان کا گھرانہ علم و ارشاد کا مرکز چلا آرہا ہے پیش نظر رسالہ اس وقت کی خانقاہ کے مسند نشین حضرت مولانا عبدالقیوم بادشاہ صاحب المتوفی ۱۳۵۸ھ نے طرفین کے دلائل کو سامنے رکھ کر عربی میں تلمیذ فرمایا اور تقریباً ۴۲ بڑے چھوٹے مآخذ سے استفادہ کیا اب اس رسالہ کو اسی خاندان کے ذہین اور محنتی نوجوان عالم مولانا عبدالحی حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ نے بطور تبرک و یادگار شائع کیا ہے۔ اور اہل علم کے لئے اب بھی افادہ کی چیز ہے۔ (سمیع الحق)

© rasailojaraid.com